بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تدفین کے بعد دعاء اور سورہ بقرہ کی ابتدائی و آخری آیات کی تلاوت

از

(مولانا) محمد موسیٰ شاکرؔ

خطیب مکی جامع مسجد شفیلڈ انگلینڈ

تدفین کے بعد دعاء اور سورہ بقرہ کی ابتدائی و آخری آیات کی تلاوت

تدفین کے بعد دعا کرنا درست ہے، چنانچہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"كان النبي ﷺ إذا فرغ من دفن الميت وقف عليه، فقال: "استغفروا لأخيكم و اسئلوا الله له التثبيت فإنه الآن يُسئل" (٢)

(٢) سنن ابی داؤد حدیث نمبر ٣٢٢١

"رسول اللہ ﷺ جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو فرماتے اپنے بھائی کے لیے استغفار اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعاء کرو، کیوں کہ اس وقت اس سے سوال ہو رہا ہے"

دفن کرنے کے بعد مردہ کے سر کی طرف سورہ بقرہ کا ابتدائی حصہ اور پاؤں کی طرف اس کا آخری حصہ پڑھنا حدیث سے ثابت ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

قال: سمعت النبی

ﷺ يقول: «إذا مات أحدكم فلا تحبسوه، وأسرعوا به إلى قبره، وليقرأ عند رأسه بفاتحة البقرة وعند رجليه بخاتمة البقرة». رواه البيهقی فی شعب الإيمان وقال: والصحيح أنه موقوف عليه (٢:٢١٥) وفی الأذكار للنووی (٧٤): وروينا فی سنن البيهقی بإسناد

حسن "أن ابن عمر استحب أن يقرأ على القبر بعد الدفن أول[1] سورة البقرة وخاتمتها" اهـ وهو موقوف فی حكم المرفوع، فإنه غير مدرك بالرأی. قال المؤلف: دلالته على الجزء الثالث من الباب ظاهرة.

(اعلاء السنن ص ۳۴۲، ج:۸)

"میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، کہ جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اسے روکو نہیں، اور اسے جلدی دفن کردو، اور اس کے سر کے پاس سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات (فاتحہ البقرة) اور پاؤں کی طرف سورۂ بقرہ کی آخری آیات (خاتمة البقرة) پڑھی جائیں" (۱)

(۱) مشكوة المصابيح :۱/۱۴۹، بہ حوالہ: سنن بيهقی، نیز دیکھئے: مجمع الزوائد :۳/۴۴ بہ حوالہ: طبرانی۔

(کتاب الفتاویٰ)

محدثین کا خیال ہے کہ از روئے تحقیق یہ حضور ﷺ کا ارشاد نہیں ہے، بلکہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے، (۲) اور صحابی رضی اللہ عنہ کا قول بھی حجت اور دلیل ہوتا ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے اس طریقہ کو درست قرار دیا ہے، جس پر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہوں، (۳) اس لیے فقہاء نے بھی تدفین کے بعد سورۂ بقرہ کا ابتدائی اور آخری حصہ پڑھنے کو مستحب قرار دیا ہے۔ (۴)

۲۳۱۷- عن: عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن أبيه قال: قال أبى اللجلاج أبو خالد: «يا بنى! إذا أنا مت فالحد لى، فإذا وضعتنى فى لحدى فقل: بسم الله وعلى ملة رسول الله، ثم سن على التراب سنا، ثم اقرأ عند رأسى بفاتحة البقرة وخاتمتها، فإنى سمعت رسول الله ﷺ يقول ذلك». رواه الطبرانى فى "المعجم الكبير"، وإسناده صحيح، (آثار السنن ۲: ۱۲۵).

اور طبرانی نے بھی ایک حدیث عبد الرحمٰن بن العلاء بن حلاج سے روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے باپ اللجلاج ابو خالد نے کہا: اے میرے بیٹے جب

(۲) سنن أبي داؤد، حدیث نمبر: ۳۲۲۱۔
(۳) كنزالعمال، حدیث نمبر: ۹۲۸۔ بہ حوالہ: سنن ابن ماجة، عن ابن عمر رضی اللہ عنہ۔ مرتب۔
(۴) الجوهرة النيرة: ۱/ ۱۵۸، الدر المختار مع الرد: ۲/ ۲۳۷۔ محشی۔

میرا انتقال ہو جائے تو میرے لئے لحد بنانا، اور جب مجھے میری لحد (یعنی قبر) میں رکھنے لگو تو " بسم اللہ و علیٰ ملۃ رسول اللہ کہنا" پھر قبر پر خوب مٹی ڈالنا، پھر جب دفنا چکو تو (دفن کے بعد) میرے سرہانے کی طرف کھڑے ہو کر سورۃ البقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات کی تلاوت کرنا، اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

دوسری روایت میں لجلاج کے بجائے اس صحابی رسول کا نام الحلاج ذکر کیا گیا ہے، اور آخر میں یہ بھی تصریح کی گئی ہے کہ حلاج ابو العلاء العامری صحابی دمشق میں رہائش پذیر تھے، اور ان سے ان کے بیٹوں علاء اور خالد نے روایت کی ہے۔

وروى الطبراني أيضاً من حديث عبد الرحمن بن العلاء بن الحلاج عن أبيه قال : قال لي أبي الحلاج بن خالد ثنا ابني إذا قامت فألحدني ، فإذا وضعتني في اللحد فقل بسم الله وعلى ملة رسول الله ، ثم سن على التراب سناً ثم اقرأ عند رأسي بفاتحة البقرة وخاتمتها فإني سمعت رسول الله عليه السلام يقول ذلك . قلت الحلاج أبو العلاء العامري صحابي نزل دمشق روى عنه ابناه العلاء وخالد .

(قال الحافظ الهیثمی فی مجمع الزوائد: رجالہ موثقون۔)

قبر کی سرہانے اور پاتانے بعض مخصوص آیتوں کا پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۳۰۳۰) جب مردہ کو قبر میں رکھ دیتے ہیں اور قبر تیار ہو جاتی ہے اس وقت دو آدمی ایک مردہ کے سر کی طرف کھڑا ہو کر سورہ بقرہ کی اول کی تین آیتیں پڑھتا ہے اور انگلی سے اشارہ بھی کرتا ہے اور دوسرا پیروں کی طرف کھڑا ہو کر سورہ بقرہ کا اخیر رکوع پڑھتا ہے۔ اس کے پڑھنے سے مردہ کو کچھ ثواب ہوتا ہے یا نہیں۔ حدیث سے اس کا ثبوت ہے یا نہیں۔ انگلی سے قبر کی طرف اشارہ کرنا کیسا ہے۔ جو لوگ نہیں پڑھتے وہ مورد عتاب ہیں یا نہیں یعنی جو اس کے تارک ہیں وہ کچھ گنہگار ہیں یا نہیں۔

(الجواب) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ قبور کے سرہانے سورہ بقر کی اول کی آیتیں اور پیروں کی طرف سورہ بقرہ کی اخیر کی آیتیں پڑھنا مستحب ہے، شامی میں ہے و کان ابن عمر یستحب ان یقر اعلے القبر بعد الدفن او ل سورۃ البقرۃ و خاتمھا۔ (۴) اور مشکوٰۃ شریف میں اس روایت کو مرفوع کیا ہے آنحضرت ﷺ کی طرف پھر نقل کیا بیہقی سے کہ صحیح یہ ہے کہ روایت موقوف ہے ابن عمر پر (۵) بہر حال اس روایت سے اس فعل کا استحباب ثابت ہوا لیکن انگلی رکھنے کا قبر پر کچھ ثبوت نہیں ہے اور جب کہ یہ معلوم ہوا کہ یہ فعل مستحب ہے تو اگر کوئی نہ کرے تو موجب طعن و عتاب نہیں ہے۔ اور تارک گنہگار نہیں ہے۔ فقط۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۲۶۵ ج۵ کتاب الجنائز)

دفن کے بعد دعاء میں ہاتھ اٹھانا

قال الحافظؒ وفی حدیث ابن مسعودؓ رأیت رسول اللہ ﷺ فی قبر عبد اللہ ذی البجادین الحدیث، وفیہ فلما فرغ من دفنہ استقبل القبلۃ رافعاً یدیہ۔

(اخرجہ ابو عوانۃ فی صحیحہ: فتح الباری ج ۱۱، ص ۱۲۳)

دفن کے بعد منکر نکیر کے سوالوں کا جواب بتلانا

* بعض لوگ جب مردہ کو قبر میں دفن کر چکتے ہیں تو قبر پر اُنگلی رکھ کر مردہ کو مخاطب کر کے یوں کہتے ہیں: ''اے فلانے اگر تم سے کوئی فرشتہ پوچھے کہ تمہارا رَبّ کون ہے؟ تو تم یوں کہنا کہ میرا رَبّ اللہ ہے، اور میرا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور میرا دین اسلام ہے'' وغیرہ وغیرہ، سو واضح ہو کہ یہ روافض کا شعار ہے، اور اس میں متعدّد مفاسد اور خرابیاں ہیں، اس لئے یہ تلقین دُرست نہیں، اس سے پرہیز کیجئے۔

(امداد الاحکام ج:۱ ص:۱۱۵ تا ۱۱۹)

دفن کے بعد سورۂ مزمل اور اذان دینا

* بعض جگہ دفن کے بعد حلقہ بنا کر سورۂ مزمل پڑھنے کو یا اجتماعی طور پر

ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنے کو لازم سمجھا جاتا ہے، اور دفن کے بعد قبر پر اذان بھی دیتے ہیں، پنجاب میں یہ رسم بہت عام ہے، قرآن وسنت، صحابہؓ وتابعینؒ، ائمۂ مجتہدین اور سلف صالحینؒ کسی سے اس کا کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا یہ رسم بدعت ہے۔ (علماء کا متفقہ فیصلہ)

میت کو دفن کر کے ستر قدم پیچھے ہٹ کر دعا مانگنا بدعت اور مذموم اور ناجائز ہے۔

۞ محمد موسیٰ شاکر غفر اللہ لہ ولوالدیہ ۞